Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنہ

نمبر ۹ و ۱۰ جلد ۷

بابت ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ و محرم ۱۳۰۳ھ مطابق ستمبر اکتوبر نومبر ۱۸۸۵ء

قیمت رسالہ خصیر بستہ بیرونی نوٹون و ریویو سالانہ ۳ گورنمنٹ اور عام اضلاع سے ۲ ۸

ستمبر ہاں ہست سر ۳ کم ہست لوگون سے ۲ ۱۲ بے دست اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین دعا خیر

خط و کتابت واسطے رسالہ نیز مہتمم کے پورے نام و خطاب سے جسکو اطلاع ثانی ہونا چاہیے اور بسیل رسالہ نیز

مجرمنی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا۔ ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور محلہ سید مٹھا

اشتہار

مدرسہ وہابیہ ضلع بریلی کو کہ ایک اہلحدیث مدرس کی جو صرف نحو معقول یعنی۔ حدیث و تفسیر پڑھانیکی قدرت اور تحریر میں مہارت رکھتا ہو ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰ خوراک علاوہ بران۔ سفر خرچ بذریعہ ریل بہاں سے وہاں جاوے خط و کتابت بنام مولوی محمد حسین عبدہ صاحب نشان مذکور ہونا چاہیے۔

(۲) ایک ایسی قسم کے مدرس کی مدرسہ علی العلوم میرٹھ میں ضرورت ہے تنخواہ ۵۰ خط و کتابت بنام حافظ عبد الرحمن مہتمم صاحب نشان مذکور ہو۔

(۳) ایک ایسے شخص کی جو عربی کا سلیس و دین تحریر کر سکو اور حساب خط و کتابت کسی مرض خیر باہر ہو تمام ملیح کے لئے بکھوپی ضرورت ہے تنخواہ بقدر لیاقت ۱۵ یا ۲۰ ہو عبد الحق صاحب نشان مذکور ہو۔

(۴) رسالہ مصباح الدجا و رسالہ سعادۃ الدارین ہر دو پر نسخہ اور رسالہ [illegible] فی تحریم [illegible] نسخہ اور تحفہ القاری کے صرف ۲ نسخے اب ہیں جو پہلے دے گا ہمیں سے خریدار کی خریدہ کر شائین میں ہمیشہ کی ریخ پہنچے

پہنچا شائیا کیا ہے پانچویں قیمت ۱۱ دوم ۱۲ محصول ۱۰ نوٹ آنہ قیمت سوم ۱۲ محصول ۱۰ نوٹ آنہ

مژدہ

مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جسکی تصنیف تالیف سے ہمارا قلم فارغ ہو چکا ہے دہلی میں چھپا ہے قیمت ۳ محصول ڈاک ۱۰ سوا سو پیجہ ۱۳۰۰ خط و کتابت کے لئے محمد حسین صاحب نشان مذکور ہونا چاہیے

دیگر

ایک رسالہ نتج المصادر معدن فیوض کی طرز پر مولوی فیض بخش صاحب عظیم آبادی نے تالیف کیا ہے جو (جب بیان مولف) عربی زبان سیکھنے پڑھنے والوں کے لئے بہت معین ہوگا قیمت ۱۰ محصول ۱۰ خط و کتابت بنام شیخ واجد علی نشان پٹنہ سلطانپور ہونا چاہیے

دیگر

ایک رسالہ اشتمال مترادف فیہ بین عربی انگریزی فارسی ہندی کے نام مسمی بنشان اردو کی گئی ہیں ایک لائق ادیب منشی محمد حسین صاحب ملازم بہاولپور نے تالیف کیا ہے جو ملاحظہ اہل سخن کے لائق ہر قیمت محصول ۱۰ خط و کتابت مولف موصوف نشان بالا ہونا چاہیے۔

فہرست مضامین نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱

(۱) عذر (لائق ملاحظہ ناظرین و معاونین)

(۲) ناد ہندگی کا آخری علاج۔

(۳) مصارف تصانیف نواب صاحب مرحوم پنشن (کمیشن ایکسٹرا لائق توجہ گورنمنٹ ہے)

(۴) ہمارے مشرب پر تجویز اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۶ (لائق توجہ گورنمنٹ)

(۵) تتمہ ریویو براہین احمدیہ

اطلاع

یہ نمبر ۹ و ۱۰ والا بھی مثل سابق محصول مقدار سے زیادہ چھپوا گئی ہیں لہذا پہلے سے کم ہے اسی نظر سے اسکی قیمت پہلے سے کسی قدر زیادہ ہے۔ تینوں نمبر کی قیمت عام خریداروں سے ۱۲ آنہ اور خاص اہل بیت سے عصر اور ۱۰ صبح کے خریدار کو ربع قیمت معاف۔

مقامات خریدو بہی ہیں ۱۲ نمبر ۱۰ میں بتا گئے

قاصد اندرسوں تو دیا نہ پیغام زبانی

مصطفائی پریس لاہور میں چھپا

عذر

والعذر عند کرام الناس مقبول

ایکی خدمتی سارا کہ یہ تین مہینہ میں بھگو گو موافقہ ہمیں ہو جو ذیل ہندہ ہو ہے۔

(۱) وہ دہینو تک اپنو بعض کاموں کی تیاری میں مصروف رہا۔

(۲) اس نے ایک مضمون بھی زیادہ غور طلب تھا۔

(۳) جھاں کہیں اہل علم کی تعلیمی دورے شائع ہوئے ہیں وہ یہ میں آئیں۔

(۴) کاتب و پریس سے بہت دیر ہوئی۔

میں نے یہ سب قصور اپنے ذمہ لیتا ہوں اور اپنے خوش مسلک خریداروں سے معافی کا خواستگار ہوں

سالہ اسکو گوارش بھی انسان نہیں ہوتا کہ ذہبی سالہ (دیباچہ) جمعین

تحقیق و تدقیق اور عقل و نقل کی تلقین نظر ہو کہ ایک طرف تو پرخلوص شاید

قلت بضاعتی مانع ہو لیکن میں کیا ہوں شاید کوئی موافق محقق و مدقق جو

حالب اللیل کی طرح دیدہ ور کا حامل ہو قادر ہو۔ کیونکہ آخر خیال و تحقیق

تحقیق اختیاری امر نہیں ہوتا اور ایسی حیثیت بھی شاید کسی کو نہیں ہوتی

کہ ہر وقت ہر ایک کتاب ہر فن کی لکھ زیر مدت رہے نظر ہیں آئندہ بھی

اگر وقت موافق تقصور تقصیر سرزد ہو تو وہ بھی قابل عفو ہے ع

والعفو عند کرام الخلق محبوب

ناوہندگی کا اخیر علاج

أخر العلاج الکی

جو لائی ۱۹۰۸ء سے ہمارا وہندہ خریدار و گلہ جگا رہے ہیں پرچہ ہو نہیں کیسے

گئی حضرت کو نام پہلے پوسٹ خط دار و نہ کو گئی کو ہم نے بیگ پیر جو ہر مرتبہ گو ہر ایسی تشفی

بار و دیا حوصلہ کریں سب کا گئی دیتی کیجئے یہ لو رغبا ذوق میں مقیم ہیں۔

ایک تین تو یہ کہ جو خدا کا ایمان آخرت کا خوف نہیں ہو جو بھی کی عزت بنا ہی کا

بھی پاس نہیں ہو تو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ فریق دوم وہ جو اگر چہ خوف آخرت سے

بے فکر نہیں تو دنیا کی بندگی کا کھاظ کر کے ہمارے ساتھ نا شائستگی کا برتاؤ نہیں کرتا

فریق اول کا تو کچھ ہو نہیں علاج ہو سکتا ہے کہ انکا پرچہ بند کر دیں اور انکا سا قیمت پیشگی

چھوڑ دیں باقی انکو سوائے سکوت کے کیا جواب دیا جا سکتا ہے۔ انکو سکوت

سکوت کو نام دیں۔ الہ آباد، بمبئی، بنارس، پٹنہ، مراد آباد، میرٹھ، شاہجہانپور

آگرہ، سہارنپور، لکھنؤ، فرخ آباد، کانپور۔ گورکھپور، گونڈا، بستی، ضلع بریلی، بدایوں

عید گاہ، اعظم گڑھ، جونپور، غازی پور، بلیا، گنج ضلع بریلی، بارہ بنکی، سیتا پور۔

آگرہ، رسد بازار، مرزا پور، بنارس، بھوپال، بھاگلپور، بیلاسپور، ناندگاؤں، ضلع ہوشیار پور

ہمیشہ ایسے قصور ہوتے ہیں کہ ذہبی انسان نہیں ہوتا کہ ذہبی سالہ (دیباچہ) جمعین

تحقیق و تدقیق اور عقل و نقل کی تلقین نظر ہو کہ ایک طرف تو پرخلوص شاید

قلت بضاعتی مانع ہو لیکن میں کیا ہوں شاید کوئی موافق محقق و مدقق جو

حالب اللیل کی طرح دیدہ ور کا حامل ہو قادر ہو۔ کیونکہ آخر خیال و تحقیق

تحقیق اختیاری امر نہیں ہوتا اور ایسی حیثیت بھی شاید کسی کو نہیں ہوتی

کہ ہر وقت ہر ایک کتاب ہر فن کی لکھ زیر مدت رہے نظر ہیں آئندہ بھی

اگر وقت موافق تقصور تقصیر سرزد ہو تو وہ بھی قابل عفو ہے ع

والعفو عند کرام الخلق محبوب

ناوہندگی کا اخیر علاج

أخر العلاج الکی

جو لائی ۱۹۰۸ء سے ہمارا وہندہ خریدار و گلہ جگا رہے ہیں پرچہ ہو نہیں کیسے

گئی حضرت کو نام پہلے پوسٹ خط دار و نہ کو گئی کو ہم نے بیگ پیر جو ہر مرتبہ گو ہر ایسی تشفی

بار و دیا حوصلہ کریں سب کا گئی دیتی کیجئے یہ لو رغبا ذوق میں مقیم ہیں۔

مصر
اور
تصانیف نواب صاحب بھوپال

بعض متعصب (یا ناواقف وغیر محقق) اخبارون مین ہمنے یہ مضمون دیکھا کہ نواب صاحب بھوپال امام ابوحنیفہ کی تردید مین کتابین تصنیف کرکے مصر و قسطنطنیہ کے مطابع مین چھپواتے ہین" تو ہمارے نصبی غرض (احقاق حق و ابطال الباطل) نے ہمکو اس امر کی تحقیق و تفحص پر آمادہ کیا۔ بعد تحقیق و تفحص متعدد رسائل (خاص و عام) سے ہمکو یہ ثابت و محقق ہوا کہ جسقدر کتب نواب صاحب کی فرمایش سے یا صرف آپ کے لحاظ سے مصر و قسطنطنیہ مین طبع ہوئی یا زیر طبع ہین انمین سے کوئی کتاب بھی ایسی نہین ہے جو امام والا مقام کے رد مین تالیف ہوئی ہو۔

اس مقام پر ان کتب (مطبوعہ مصر یا قسطنطنیہ) کی فہرست درج کرکے ناظرین و معاصرین سے انصاف سے انصاف کے طالب ہین اور اس امر کے مستفسر کہ ان کتب مین سے یا خارج ازان ایسی کونسی کتاب ہے جو امام ابوحنیفہ کے رد مین تالیف ہوئی ہے ہمارے منصف معاصرین اس قسم کی کوئی کتاب ان کتب مین یا خارج ازان بتادین تو بذریعہ اپنے اخبارات اُن متعصب یا واقف اخبار کو

نوٹ لائق توجہ گورنمنٹ قسطنطنیہ مین کوئی کتاب نواب صاحب کی فرمایش پر چھپ کر طبع نہین ہوئی۔ ہمکو جواب نے خود ملاحظہ فرمایا نواب صاحب اپنی تجارتی عادہ کے کتاب نمبر ۹۰ اور ۱۱ چاپہ لیتھو مین طبع کرتے ہین انکی فرمایش کا بقیہ کتب مذکور طبع ہوئی ہین یہ کتاب جسکے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہان کا نذر عمدہ لکھا جاتا ہے۔ پرنٹ عمدہ ہوتا ہے تصحیح بھی ہوتی ہے کام مین جلدی عمل مین آتی ہے۔ لیکن ہمکو ایک خاص سلسلہ معلوم ہوا ہے کہ محرم ۱۳۱۲ ہجری مطابق نومبر ۱۸۹۴ء سے نواب صاحب بھوپال نے موجودہ انقلابات و دگرگون حالات اور پولیٹکل خیالات کی نظر سے مصر سے طبع کتب کا سلسلہ و معاملہ بالکل قطع کردیا ہے بلکہ خط و کتابت آلہ فہما المحاوب کی بھی موقوف کردیا ہے ہم نواب صاحب کی اس سوء ظن کو استیاء و مخالفت اندیشی پر مبنی سمجھتے ہین اور انکی ایسی تیاریون اور دور اندیشی پر کہ گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہین سابق مین ہر ہائی ہائی کی نشان مصر مین تھا ہو اب تک بھی نواب صاحب بھوپال نے مصر سے خط و کتابت بلکہ عرب لوگونکی آمد و رفت بھوپال سے بند کردی ہی چنانچہ پہلے ہی ہر جلوس شاہانہ السنہ مین بدایت جاتی گئی ہے اب علاوہ مصر مین اجازت مستحکم ہوگئی ہے اور لارڈ نارتبروک کی پالیسی تمام ہی تو خود بھوپال سے بے تعلقی (تہاتری معاملات مین کیون نہوں) مناسب معلوم ہوئی ہے۔ یہ انکی احتیاط اندیشی و غیر خواہی گورنمنٹ کو دلائل ان

سمجہائین کہ وہ اپنی منصب ریفارمری کو بٹہ نہ لگائین اور اس قسم کی وحشت و تنفر خیز و مفاسد انگیز مضامین سی اپنی اخبارونکو بچاوین - اور اگر ایسی کوئی کتاب ان مین یا خارج ازان پاوین تو ہمکو اس پر آگاہ کرین اسپر ہم نواب صاحب بہوپال کیخدمت مین کچہہ ناصحانہ التماس کرینگے اور تابعین امام والامقام کی دل شکنی و آزردگی کے مکافات عمل مین لاوینگے - وہ فہرست یہہ ہے

فتح الباری شرح صحیح بخاری - تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر - نزل الابرار در علم ادعیہ و اذکار نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار خلاصہ اسماء الرجال - رسالہ وصایا ابن عربی - رسالہ بشارت بر اعمال صالحہ لقطۃ العجلان در تاریخ - بلغہ در علم لغت - نسوۃ السکران در علم ادب - علم الخفاق در علم اشتقاق کتاب احکام مستورات - الروضۃ الندیہ شرح الدر البہیۃ -

بقیہ عبارت صفحہ ۱۵۷ کتاب (فنوچراف) مسٹر بلنٹ

موید تجویز اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۶

ہرگاہ ان قومون مین سے کسی قوم کی حمایت مین آگئے تو خلافت شاید ہندوستان مین ہماری حالت کو ناقابل برداشت کردیسکیگی - اور مسلمانون کی شدت عداوت و مخالفت کے پیمانہ کو ہمارے لئے بہردیگی جسکا پیشگی مزاہم ابہی سے ان سازشون مین چکہہ رہی ہین جو قسطنطنیہ مین اسلام کو مجموعی طور پر برانگیختہ کرنے کے لئے ہورہی ہین - لیکن خیر اب مین اس طرز استدلال سے کنارہ کرتا ہون کیونکہ بہرکیف یہ خیالات خود غرضی پر مبنی ہین اور نامناسب ہین - اصل بات یہ ہے کہ انگلستان کو لازم ہے کہ جو امانت اور خدمت اُس نے قبول کی ہے یعنی یہ کہ ایشیا کی عمدگیون کو ترقی اور وسعت دیگی نہ یہ کہ انکو برباد کریگی اُس امانت کو نگاہ رکھی اور خدمت کو بجالاوی - اسلام کا برباد کردینا اُسکی اختیار مین نہیں ہے - اور نہ وہ اسلام سی اپنا تعلق جدا کرسکتی - لہذا برائے خدا انگلستان اسلام کی دستگیری کری اور دلیری کے ساتہ راہ صواب مین اُسکو ابہارے صرف یہی طریق عمل لائق اور مناسب ہے اور صرف یہی دانشمندی کی بات ہی بلکہ مین باصرار کہتا ہون کہ ایک پوری صدی تک جہاد کرنیکی بہ نسبت یہی طریقہ زیادہ عقلمندی کا ہے اور زیادہ تر شایان انگلستان ہے

بقیہ ریویو براہین احمدیہ

مذہبی نکتہ چینی کی جواب کا بقیہ

(جسمین فریق دوم یعنی لدھیانہ کی مکفرین کا جواب ہے)

اور جب انہی الفاظ سے (یعنی الفاظ آیت نمبر ۵ سے جو بہ صفحہ ۱۷۲ نمبر ۶ رسالہ منقول ہوئے) خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب و ملہم کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن کی آیت مین) وہ اپنا اور پہلے ولیون کا بیان حال مراد خداوندی سمجھتے ہین چنانچہ صفحہ ۵۰۴ مین کتاب کے ان الفاظ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین "ہمین اپنی ذات کی قسم ہے ہمنے تجھسے پہلے بھی اُمت محمدیہ مین کئے کامل اولیا بھیجے ہین"

اور آیت **نمبر ۶** (منجملہ آیات منقولہ صفحہ ۱۷۲) کے قرآن مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخاطب ہین۔ اور اسمین وحی سے آپ کی وحی رسالت **مراد** ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ اپنے آپکو مخاطب و مراد خداوندی سمجھتے ہین اور **وحی** سے **الہام عام** جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے اور اسپر اطلاق لفظ وحی متعدد آیات مندرجہ حاشیہ وغیرہ مین پایا جاتا ہے

واوحینا الی ام موسی (القصص ع ۱)
واذ اوحیت الی الحواریین (مائدہ ع ۱۵)

اور آیت **نمبر ۷** کا مخاطب تو وہ آنحضرت کو سمجھتے ہین اور اس **فتح** سے جو اُس آیت مین مذکور ہے فتح مکہ مراد خداوندی جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ فتح سے براہین و دلائل ہے فتح مراد خداوندی قرار دیتے ہین

(اسکی تشریح و تفصیل مولف کی کلام سے رسالہ نمبر ۶ و ۷ مین پولیٹیکل نکتہ چینی کے جواب مین بخوبی ہوچکی ہے)۔

اور آیت **نمبر ۸** کا مخاطب قرآن مین تو وہ آنحضرت ہی کو سمجھتے ہین اور **کوثر** سے اِس آیت مین حوض کوثر میدان محشر (جسکا آنحضرت کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ وعدہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کو بھی نہین دیا گیا چہ جائے ولی) مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان مین (نہ آیت قرآن مین) وہ آپنے آپ کو مخاطب سمجھکر کوثر سے وہ **معارف کثیرہ** (جو خدا نے انکو عطا فرمائے ہین) **مراد** خداوندی قرار دیتے چنانچہ بصفحہ ۱۵۰ کتاب اِن الفاظ ملہمہ کا ترجمہ وہ اِن الفاظ سے کرتے ہین "ہمنے تجھے معارف کثیرہ عطا فرمائے ہین سو اپکے شکر مین نماز پڑھ اور قربانی دے"۔

اور آیت **نمبر ۹** مین قرآن مین تو وہ لفظ یا عیسیٰ سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے انکا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھایا جانا (جیسا کہ عام مسلمانون کا خیال ہے) اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے

انکو مخاطب فرمایا تو اِن الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ لفظ **عیسیٰ** سے اپنے آپ کو (اِس مناسبت روحانی کی نظر سے جو ان مین اور حضرت مسیح مین پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۱۹۰ رسالہ نمبر ۶ مین بیان ہوچکی ہے) **مراد** خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے حج و براہین سے رفعت۔ اِس کی تشریح بھی مولف کے الفاظ سے نمبر ۶ مین بخوبی ہوچکی ہے۔

اور آیت **نمبر ۱۰** مندرجہ قرآن کی نسبت تو وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ اِس مین **نازل** و **منزل** بمعنی سے قرآن مجید ہی **مراد** ہے جو آنحضرت پر اُترا ہے اور جب انہی الفاظ سے خدا ے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ نازل

د رمنزل بحق سے وہ معارف وحقایق اسلام مراد رکھتے ہین جو خدا سے تعالے کی طرف سے انکے دل پر منکشف ہوئے ہین۔

انہی معارف وحقایق کا نزول وہ اُس عربی فقرہ مین جسمین **قادیان** کے قریب الہام **نازل ہونے** کا بیان ہے **مراد خداوندی** سمجھتے ہین۔ نہ قرآن مجید کا نزول جسکا آیت انا انزلناہ میں ذکر ہے۔ چنانچہ بصفحہ ۴۹۰ کتاب اِن الفاظ کا

انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

ترجمہ وہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین "ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام کو از معارف وحقایق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے"۔

اِسمین کسیکو لفظ **نزول** سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا **شبہ** گذرے تو اُسکو یون دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہ لفظ بخشش وعطا کے معنون مین بھی آیا ہے۔ دیکھو خدائے تعالے نے جو ہمکو مواشی جانور کھانے دودھ پینے سواری کرنیکو عطا فرمائے ہین اِن کے عطا کو بھی آیات منقولہ حاشیہ مین اسی لفظ نزول سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ایک آیت مین

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (زمر ع۱) ثمانیہ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (الانعام ع۱۸)

فرمایا ہے۔ خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑے مواشی اُتارے (یعنی عطا فرمائے) ہین۔ جنکو دوسری آیت مین بکری بھیڑ گائے اونٹ کے جوڑون سے تفسیر کیا ہے۔ پس ایسا ہی عطا الہام معارف صاحب قادیان کو نزول سے تعبیر فرمایا تو اِس سے نزول قرآن و وحی آیات کا شبہ کیونکر پیدا ہوا۔

اور آیت نمبر ۱۱ مین قرآن مین تو وہ آدم سے **باوا آدم** علیہ السلام اور نکر

زوج سے اماحوا اور بہشت سے وہ بہشت جسمین حضرت آدم علیہ السلام رہتے تھے مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدا نے انکو مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) آدم سے وہ اپنے آپکو (اُس مناسبت روحانی کے سبب جو بصفحہ ۴۹۷ کتاب بیان کر چکے ہین اور عنقریب وہ اِس نمبر مین منقول ہوگی) مراد خداوندی قرار دیتے ہین اور زوج سے اپنے اتباع اور رفقا اور بہشت سے دین اسلام جو بہشت کا وسیلہ ہے چنانچہ بصفحہ ۴۹۶ کتاب اِن الفاظ کو اور اِن کے ہم معنی دو فقرے عربی منقولہ حاشیہ اور نقل کر کے اِنکا ترجمہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین۔ اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا اتابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسائل مین داخل ہو جاؤ۔

یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶)

آیت نمبر ۲ و ۳ کا مولف نے ترجمہ نہین کیا اسلئے ہمنے اِن کے الفاظ سے مراد مولف کی کلام سے نہین بتائی لیکن بقیاس ترجمہ و مراد بقیہ الفاظ آیات یہی یقین کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید مین تو وہ لفظ مدثر سے آیت نمبر ۲ مین آنحضرت صلعم کو ایسا ہی لفظ فاصدع سے آیت نمبر ۳ مین آنحضرت صلعم کو مراد و مخاطب جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالےٰ نے انکو مخاطب کیا تو اِن الفاظ مین (نہ آیات قرآن مین) وہ اپنا کسی وقت کپڑا لپیٹ کر لیٹ جانا اور باظہار حق مامور ہونا مراد خداوندی قرار دیتے ہین۔

ایسا ہی اِس فقرہ عربی کا جسمین مولف کی نسبت لفظ اِختر تک (یعنی تجھے مین نے چن لیا) وارد ہے (اور وہ آیت نمبر ۱۱ کے بعد رسالہ نمبر ۶ مین بصفحہ ۱۷۳ منقول ہے) مولف کی کلام سے مطلب ظاہر نہین ہوتا مگر بہ قرینہ اور کلمات مولف کے جنمین صاف تصریح ہے کہ مولف کو پیغمبری کا دعویٰ نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہان

* یہ اس فقرہ مین لفظ وجاہت ہی شاید محل اعتراض ہوگا۔ اسکا جواب صفحہ (۳۱۶) مین آویگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

چن لینے سے وحی و رسالت سے چن لینا مراد نہین جو انبیا علیہم السلام سے مخصوص ہے اور متعدد آیات (منقولہ حاشیہ وغیرہ) مین اِن کے حق مین استعمال ہوا ہے - بلکہ اِس چن لینے سے خاص قرب و ولایت سے چن لینا جو انبیا کے سوا اور اصفیا و اولیا مین بھی پایا جاتا ہے - یا عام ہدایت اسلام و ایمان سے چن لینا (جو گنہگاران اہل ایمان مین بھی موجود ہے) مراد ہے اور اِن دونون معنون مین اِس لفظ کا استعمال بھی بہت مواضع قران مین پایا گیا ہے - حضرت مریم علیہا السلام کے حق مین خدائے تعالے فرمایا ہے - ہمنے تجھے جہان والون کی عورتون سے چن لیا - حضرت طالوت کے حق مین (جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے) انکے نبی شموئیل کا یہ قول قران مین منقول ہے خدائے تعالے نے انکو چن لیا ہے - عام بنی اسرائیل کے حق مین خدائے تعالے نے فرمایا ہے ہم نے اِن کو علم کے ساتھ جہان والون سے چن لیا - عام مومنون کے حق مین فرمایا ہے پھر ہمنے کتاب کا وارث اِن لوگون کو کیا جن کو اپنے بندون مین سے چن لیا پھر اِن مین سے کئی اپنی جان پر ظلم کرنے والے (گنہگار) ہین کئی نیک و بد مین میانہ رو کئی خدا کی مرضی سے نیکیون مین تیز رو ہین - یہی بڑا فضل ہے -

یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی (اعراف ع۱۹)
واصطنعتک لنفسی (طٰہٰ ع۲)
وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (ص ع۴)

یا مریم ان اللہ اصطفیک (آل عمران ع۶)
ان اللہ اصطفاہ علیکم (بقر ع۳۲)
ولقد اخترناہم علی علم علی العالمین (دخان ع۲)
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذٰلک ہو الفضل الکبیر (فاطر ع۴)

ان **تمثیلات** مین اِن یازدہ گانہ آیت قرانیہ کی (جو استدلال فریق دوم کی تائید مین نمبر ۶ مین منقول ہوئی تہین) مولف براہین احمدیہ پر نازل ہونے سے مراد کی ایسی **تفصیل** ہوئی ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو مہبط وحی رسالت و مورد نزول و مخاطب قران ہونے کا دعوے نہین **اور** ان **آیات** وغیرہ عربی فقرات کے جنکے الہام و نزول کا مولف براہین کو دعوے ہے **معانی** ایسے بیان ہوئے ہین جن سے ثابت ہے کہ مولف براہین کو اُن کمالات کے حصول کا ادعا نہین جو انبیا سے مخصوص ہین - ایسا ہی اِن سب باقیماندہ آیات قرانیہ کو سمجہنا چاہئے جن کے نزول والہام کا مولف کو دعوے ہے -

قران مین تو وہ اِن آیات کو اِن ہی مواقع اور معانی سے مخصوص سمجہتے ہین جن سے وہ (قران یا پہلی کتابون مین) مخصوص ہین - اپنی شمولیت یا خصوصیت اور اپنے حال کے مناسب کوئی امر مراد خداوندی قرار دیتے ہین تو انہی الفاظ آیات یا فقرات مین جو خدائے تعالےٰ نے اس زمانے مین اِن کے خطاب و الہام مین فرمائے ہین جس کو بہ نظر و لحاظ انکی مخاطب کے کوئی قرآن نہین کہہ سکتا اور نہ انکی معانی و مراد کو جنکی مولف نے تشریح کی ہے کوئی خاصہ انبیا سمجہتا ہے -

بالجملہ جو اہل اسلام مین **قران** کہلاتا ہے* **اِسکے نزول کا مولف کو دعوے نہین ہے** اور نہ اِن کمالات کے حصول کا دعوی

محمد بخش

* جو لوگ اِس نکتے کو نہین سمجہتے وہ مولف کے دعوے نزول آیات قرانیہ پر کبہی تو یہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین کو مہبط قران ہونے کا دعویٰ ہے اور کبہی (جب اِن آیات کے وہ معانی جو براہین احمدیہ مین بیان

ہے جو انبیا سے مخصوص ہین اور نہ معانی آیات قرآنی سے انکو تعرض ہے اور جسکے نزول وحصول کا انکو دعوے ہے اور اسکی تفسیر و تاویل سے انہون نے تعرض کیا ہے وہ بلحاظ مخاطب قران نہین کہلاتا - اور نہ اسکا حصول خاصہ انبیا ہے -

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۲

ہوئے اور ہم نے اِس کتاب سے سلسلہ وار بذیل آیات مذکورہ نقل کئی ہین پڑہتی یا سُنتے ہین) یہہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین نے قرآن کی اپنی رائے سے تاویل کی ہے جو تحریف کہلاتی ہے جسکو علماء اسلام نے ناجائز کہا ہے چنانچہ شرح عقائد وغیرہ کتب عقائد و اصول مین لکھا ہے کہ نصوص کتاب و سنت کا اِن کے

النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواہرہا مالم یصرف عنہا مانع قطعی شرح عقاید	ظاہر معانی پر حمل کرنا واجب ہے جب تک کہ کوئی مانع قطعی ظاہر معانی سے نہ پہیرے

ہمارے اِس جواب نے اِن دونون اعتراضون کو دفع کیا اور یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جن آیات قرانیہ کے نزول کا مؤلف کو دعوے ہے اور اِن کے معانی خلاف ظاہر معانی قران مولف براہین نے بیان کئے ہین وہ اِسوقت جبکہ وہ مولف براہین پر القا یا نازل ہوئے ہین اور اِس نظر سے کہ انکا مخاطب و ملہم مولف براہین احمدیہ ہے قران نہین کہلاتین - اور جو عام اہل اسلام اور مولف براہین احمدیہ کے نزدیک قران کہلاتا ہے اسکے مہبط و مورد نزول ہونیکا مؤلف کو دعوی نہین اور نہ اِن کے معانی مراد سے اسنے کسی وجہ سے تعرض کیا ہے اِس جواب سے جو مولوی صاحب امرتسری کا یہہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ آیات قرآن نہین تو مثل قران ہوئین جو صورت و الفاظ مین قران کی برابری و مقابلہ کر سکتی ہین اِس سے قرآن کا دعوے بے مثلی و تحدی باطل ہوتا ہے اِس کا جواب ابہی متن مین دیا جاتا ہے -

اسپر **مولوی صاحب امرتسری** (سرگروہ فریق اوّل) کا یہہ **اعتراض** (جو بصفحہ ۱۷۴ نمبر ۶ جلد ۷ مین گزرا) کہ جو آیات غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین وہ قران نہین تو صورت و الفاظ مین مثل قران تو ہین - اس سے قران کا **دعوی تحدی و اعجاز ٹوٹتا** ہے **نہایت تعجب** کا مورث اور کمال افسوس کا **محل** ہے - خدا جانے اس بزرگ کے فہم کو کیا ہو گیا - کہ ایسی باتین اسکی قلم و زبان سے نکلتی ہین - اور **زیادہ تر** افسوس اُن لوگون پر ہے جو صاحب فہم سلیم و حواس مستقیم کہلاتے ہین - اور کسی قدر پڑھے لکھے بھی ہین پہر وہ اپنے سرگروہ (معترض) کی ایسی باتون کو بے سوچے بن سمجھے بسر و چشم قبول کر لیتے ہین - یہہ **سب حضرات** استاذ و شاگرد اتنا نہین **سمجھتے** - کہ ان **آیات** کو جو غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین مثل قران کیونکر کہہ سکتے ہین جبکہ وہ **بعینہا** قران مین موجود ہین - **انکو قران** نہ کہنا تو صرف **اس نظر** سے ہے کہ اسوقت اسکا مخاطب و ملہم غیر نبی ہے - حقیقت مین تو یہہ وہی آیات ہین جو قرآن مین موجود ہین اور اس نظر سے کہ قران مین ان کے مورد نزول و مخاطب آنحضرت ہین وہ قران کہلاتی ہین - اور ایک **کلام** کو ایک ہی وقت مین مخاطب (یا متکلم) کے لحاظ سے **قران** اور **غیر قران** کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد و محل اعتراض نہین ہے - اور **کلام*** ہمیشہ مخاطب یا متکلم کے اختلاف سے (باوجودیکہ

* ہماری اسبات کی تائید سرگروہ فریق اوّل کی کلام مین بھی پائی جاتی ہی - اپنے رسالہ ابطال الہام کے حاشیہ صفحہ ۵۳ مین بجواب اپنے خصم کے (جو قول منافقین "لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل" کے موافق قران نازل ہونیسے جواز الہام آیات نکالتا ہے) - فرماتے ہین "قبل از نزول قران یہہ کلمہ اسکو القا ہوئے قران کا الہام اسکو نہین ہوا کیونکہ یہ قران اسوقت نہین ہوا جب وحی رسول اللہ صلعم پر لیکر آیا تب کلام اللہ تھا" اسمین صاف اقرار ہی کہ پہلے یہ قول جبکہ منافقین نے کہا تہا قران نہ کہلاتا تھا جب حکایت حال منافقین کے ضمن مین اس کلام کا متکلم خدا ہوا اور قران مین اُترا تب قران کہلایا

اسکے الفاظ و صورت کچھ بدلی مختلف تمام رکھوتا ہے - کبھی ایک کلام جبکہ اسکا متکلم (مستقل) خدائے تعالےٰ ٹھہرایا جاے کلام رحمانی کہلاتا ہے - کبھی وہی کلام جبکہ اسکا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے - اسکی تمثیل مین ہم دو کلام قرآن سے پیش کرتے ہین - قرآن مین ایک یہہ کلام ابلیس سے منقول ہے - انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین - اور ایک یہہ کلام فرعون سے انا ربکم الاعلی - ان دونون کو اگر یون خیال کرین کہ یہہ ابلیس و فرعون کے کہے ہوئے ہین (خواہ کسی زبان مین انہون نے کہے ہون) تو یہہ کلام شیطانی و فرعونی کہلاتے ہین - اور اگر بعینہ ان دونون کی نسبت یہہ خیال کرین کہ یہہ ضمن حکایت ابلیس و فرعون یہہ کلام خدا مین پائے گئے ہین تو یہہ کلام رحمانی اور جزو قران کہلاتے ہین - ایسا ہی

بغرض تسلیم مین اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ گو وہ کلام جو فرعون یا ابلیس نے کہا تھا عربی مین نہ تھا - عربی مین صرف اسکا ترجمہ قران مین ہوا ہے مگر پھر بھی وہ بلحاظ اس کے کہ اسکا متکلم (خواہ کسی زبان مین ہو) فرعون یا ابلیس ہے - کلام فرعون یا کلام ابلیس کہلاتا ہے - مگر گروہ فریق اول کا حاشیہ صفحہ ۵۳ رسالہ ابطال الہام مین یہہ کہنا کہ کلام فرعون انا ربکم الاعلی عربی مین نہ تھا اسلئے وہ جزو قران نہین ہوسکتا - ہمارے بیان کے مخالف نہین بلکہ فی الجملہ موافق اور اسکا موید ہے - ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اس لفظ انا ربکم الاعلی کو جب کلام فرعون ٹھہرایا جائے (خواہ وہ کسی زبان مین ہو) قران نہین کہا جاتا - یہ لفظ قران مین آیا اور خدا نے حکایت حال فرعون مین فرمایا تب قران کہلایا گو اس کی وجہ ہم اور بیان کرتے ہین - اور وہ بزرگ آور (جس سے ہم کو انکار نہین -

اختلاف مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہیئے - جو کلام خدائے تعالےٰ نے آنحضرت کے خطاب مین فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب (معروف) مین درج ہوکر مسلمانون مین پڑھا جاتا ہے - وہ قران کہلاتا ہے - وہی کلام اگر کسی غیر نبی کے خطاب مین اور پہلی کتاب (توریت انجیل وغیرہ) مین یا کسی ولی کے الہام مین خدا نے فرمایا ہے تو وہ قران نہین کہلاتا - گو حقیقت مین وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن مین پایا جاتا ہے بالجملہ یہان بجز ایک کلام دوسرا کلام نہین ہے - جسکو مثل یا نظیر کہا جا سکے -

یہہ بات معترض کے خیال مین بھی آئی ہے - اور بنا علیہ اسنے اعتراض مقابلہ بالمثل سے آنکھ بند کرکے خود یہہ خیال کر لیا یا کسیکو اس خیال پر پایا ہے کہ ان الہامات مین اقتباس بقرآن پایا جاتا ہے - پھر اسپر یہہ **اعتراض** جڑدیا ہے کہ اقتباس بقرآن کو تو فقہا نے کفر قرار دیا ہے - ان الہامات مین اقتباس بقرآن کیون کیا گیا - لیکن اس اعتراض کے وقت بھی اتنا نہ سوچا کہ فقہا تو کس اقتباس کنندہ کو کافر کہا ہے - اور یہان اقتباس کنندہ کون ہے -

بزرگ آدمی فقہا کے نزدیک (آپ کے زعم مین نہ نفس الامر مین) اقتباس کرنے سے کافر ہوتے ہین تو انسان یا مسلمان جو انسان ہوکر کلام خدا سے اقتباس کرتے ہین اور ان **الہامات** مین (اگر اقتباس بہ قران ہے تو) اقتباس بہ قران کرنے والا خود خدا ہے - جو کبھی کسی فعل سے اور کسی فقیہ کے فتوے سے **کافر** نہین ہوسکتا - اور اگر خدا کی نسبت بھی اس اقتباس کے سبب آپ فتوی

بلکہ اسکی مثالین ہزارون کلام مین جو قران اور پہلی کتابون مین مشترک ہین - پہلی کتابون مین وہ اور انبیا کے خطاب مین فرمائی گئے ہین - قران مین آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوئے -

کفر دیتے ہین تو بتا دین کہ اس فتوی مین آپ کا پیشوا و مقتدا کون ہے اور کس کتاب فقہ چھوٹی یا موٹی نئی یا پرانی مین لکھا ہے کہ اگر خدائے تعالے اپنی کسی کلام مین اپنی دوسری کلام سے اقتباس کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اسکا جواب آپ دین خواہ نہ دین ان الہامات مین آپ کی تجویز اقتباس اور اسپر تقدس کی تخمیر سے اتنا تو ثابت ہوا کہ آپ اس کلام کو بعینہ قرآن سمجھتے ہین تب ہی اسپر اقتباس کا اعتراض کرتے ہین - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی وہ آیات مثل قرآن نہین عین قرآن ہین اور وہ اعتراض آپ کا بے سوچے سمجھے قلم سے نکل گیا ہے - اس مقام مین پھر معترض کے فہم پر افسوس کرتا ہون اور زیادہ تر ان لوگون پر جو صاحب فہم و حواس کہلا کر معترض کے ایسے اعتراضونکو تسلیم کر لیتے ہین -

اور اگر بر سبیل تنزل اور بطور فرض ان آیات ملہمہ کا مثل قرآن ہونا ہی مان لین تو بھی قرآن کا بے مثل ہونا باطل نہین ہوتا اور نہ اسکا دعوی اعجاز و تحدی ٹوٹتا ہے - یہان اگر (بقول معترض) قرآن کی مثل پائی گئی ہے تو وہ خود خدائے تعالی کی طرف سے ہے نہ کسی مخلوق (جن و انس) کی طرف سے - اور جس مثل قرآن کی خدائے تعالے نے نفی کی ہے اور بنا علیہ قرآن معجز و بے مثل کہلاتا ہے اور منکرین سے تحدی (طلب معارضہ و مقابلہ بالمثل) کرتا ہے اس سے مخلوق کی بنائی ہوئی مثل مراد ہے نہ وہ مثل جسکو خود خدا نازل کرے خدائے تعالے نے یہان مثل کا مطالبہ کیا ہے وہان منکرین قرآن (جن و انسان) کو مخاطب کیا ہے چنانچہ مشرکین مکہ کو فرمایا ہے کہ تم کو قرآن کی منجانب اللہ نازل ہونے مین شک ہو تو تم کوئی سورت مثل قرآن بنا لاؤ -

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا	فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ ع ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع ۶)	دوسری آیت مین یون فرمایا ہے کہ اگر آدمی اور جن ملکر اِس بات پر اتفاق کرین کہ اِس قرآن کی مثل بنا لائین تو نہ لاسکین گے اگرچہ ایکدوسرے کا مددگار ہو جائے -

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قران کی مثل مخلوق سے نہین بنائی جاتی نہ یہہ کہ خدا سے تعالے بھی اسکی مثل بنانے پر قادر نہین - بنا رعلیہ اگر آیات ملہمہ کو (جو خدا کی طرف سے مؤلف براہین احمدیہ پر نازل ہوئی مانی جاتی ہین) مثل قران بھی مان لیا جائے تو اِس سے قران کا وہ دعوی کہ اِس کی مثل بنانے پر جن وانس قادر نہین ہین اور وہ جن وانس کی بنائی ہوئی مثل نہین رکہتا کہان باطل ہوتا ہے - اِس مقام مین مجھے پھر معترض کے فہم پر افسوس کرنے کا موقع ملا ہے اور زیادہ اُن لوگون پر افسوس کرینگا جو اہل علم کہلاکر معترض کی ایسی باتون مین اسکی تقلید کرتے ہین اور بے سوچے سمجھے ان باتون پر ایمان لاتے ہین اور اتنا نہین سوچتے کہ بہ شق فرض نزول آیات قرآن غیر نبی پر ان آیات کا نزول خدا کی طرف سے ہے - پھر اگر وہ مثل قران ہون بھی تو اِس سے قرآن کا کیا نقصان ہے اور ایسی مثل قران کے نفی ومحال ہونے پر عقلی یا نقلی کونسی دلیل قائم ہے -

استدلال فریق دوم کا ایک جواب تمام ہوا کہ مولف کو ہرگز یہ دعوی نہین کہ آیات قرآن کا مورد نزول ومخاطب مین ہون اور نہ یہہ دعوے ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھ مین متحقق ہین اور جن الہامات وکلمات مولف سے فریق دوم نے یہہ دعاوی نکالے ہین اِن سے یہہ دعاوی ہرگز نہین

نکلتے۔ پھر انکی نسبت فریق دوم کا یہ گمان بدوظن فاسد کہ ان کو در پردہ پیغمبری کا دعویٰ ہے بہتان وافترا نہین تو کیا ہے؟

دوسرا جواب ہمنے بطور تنزل وفرض محال یہہ بھی مان لیا کہ جن باتون کی ہمنے جواب اول مین نفی کی ہے وہ مولف کی کلام سے ضرور نکلتی ہین اور جو کچھہ ہمنے انکے کلام کی تصحیح وتشریح مین کہا ہے وہ سب غلط ہے پھر بھی جو کچھہ اُن کے ذمے لگایا جاتا ہے اِن کے کلام کا مفہوم ولازم ہوگا اِسکو صریح منطوق کلام مولف تو کوئی نہ کہہ سکیگا کیونکہ مولف نے صریح کہین نہین کہا کہ قران مجھہ پر نازل ہوا ہے اور نہ کہین صریح پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور نہ یہہ صریح کہا ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھہ مین پائے جاتے ہین یہ باتین فریق دوم کو انکی کلام سے مفہوم ہوئی ہین اور بزعم فریق دوم مولف کے دعاوی سے لازم آئی ہین۔ اور ظاہر ہے کہ **لازم مذہب عین مذہب نہین** ہوتا اور نہ **مفہوم کلام بمقابلہ منطوق لایق اعتبار** سمجھا جاتا ہے۔ یہ باتین کتب اسلام مین بطور اصول تسلیم کی گئی ہین۔ چنانچہ **حضرت شاہ ولی اللہؒ** نے **حجۃ اللہ البالغہ** مین اور امام **شعرانی** نے **یواقیت والجواہر** مین

لازم المذهب ليس بمذهب (حجة الله البالغه) قال الكمال والصحيح ان لازم المذهب ليس بمذهب (يواقيت والجواهر)

فرمایا ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا۔ اور عامہ کتب اصول مین مرقوم ہے کہ مفہوم بمقابلہ منطوق حجت نہین ہوتا۔ پس جس حالت مین مولف کی صریح کلام مین یہہ باتین کہ وہ اونے امتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور جو کچھہ مولف کو عطا ہوا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا طفیل ہے اور اصل کمالات وبرکات آنحضرت مین ہین، مولف مین صرف انکا ظل

(سایہ) ہے" پائی جاتی ہین تو اس منطوق کلام مولف کے مقابلے مین اُس مفہوم کلام مولف کا (جو صرف فریق دوم کے خیال مین آیا ہے) کیا اعتبار ہے - اور انکے قول کا لازم (بزعم فریق دوم) عین انکا قول و مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟

فریق دوم اور جو ان کا ہم خیال فریق اول سے ہو ہم کو اِس بات کا جواب دین اور ان اصول اہل اسلام کو جو ہمارے جواب کا مدار ہین غور سے سوچین -

اب ہمکو یہہ دکہانا باقی رہا کہ مولف کی صریح کلام مین وہ باتین کہان پائی جاتی ہین جو ہمنے اِس مفہوم کے مخالف اِن سے نقل کی ہین - اِسکے ثبوت مین ہم اصل کلام مولف انکی کتاب سے نقل کرتے ہین - آپ بصفحہ ۲۴۲ کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ مین چند الہامات جن مین آپ کو بشارتین دی گئی ہین اور آپ کی بہت تعریف پائی جاتی ہے - نقل کرکے فرماتے ہین "اِس جگہہ یہہ وسوسہ دل مین نہین لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ اُمتی (اپنے آپ کو کہتے ہین) ان رسول مقبول کے اسما یا صفات یا محامد مین شریک ہو سکے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالات قدسیہ

---

* سرگروہ فریق اول سے تو امید نہین کہ وہ مفہوم و لازم قول مؤلف کو قول مؤلف قرار دین و بنا بر علیہ انکی تکفیر کرتے ہون کیونکہ وہ اِس اصل کو کہ "لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا" مانتے ہین - ایکدن از راہ فرط کرم مجہہ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ "یہہ قاعدہ ہمنے تمسے اخذ کیا ہے" شاید اِن کے شاگردون مین سے جو بن پڑہے مجتہد ہین اِس مفہوم و لازم قول کو عین قول قرار دین اور بعید نہین کہ حضرت اعلے بھی اپنی اِس تسلیم کو بھول بیٹھے ہون - ایسا ہو تو وہ بھی اِس بات مین غور کرین اگر کسی وقت ہو سکے -

سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا - بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کے دم مارنے کی جگہ نہیں (ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑھیں) چہ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت کے کمالات سے کچھ نسبت ہو مگر اے طالب حق ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر ان بیانات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اسکے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اس طرح پر اپنے کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں (یہ الفاظ بھی غور و انصاف ناظرین کے طالب ہیں) اور خاکساری کے آستانے پر پڑکر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں - خدا انکو فانی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول کی برکتیں انکے وجود بے نمود کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کیجاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تمام اِن تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل اِن تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل اِن تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اُسی کے لائق ہوتی ہیں (یہاں بھی نظر انصاف ہو) اور وہی انکا مصداق اتم ہوتا ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرور کائنات کا اپنے غایت اتباع کی جہت سے اُس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجود با جود نبوی ہے مثل ظل کی ٹھہر جاتا ہے (یہاں بھی غور ہو) اسلئے جو کچھ اُس شخص مقدس میں انوار آلہیہ پیدا اور ہویدا ہیں اسکے اس ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اسکی اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں - ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں

موجود نہین بلکہ جو کچھ اُسمین موجود ہے وہ اِسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اسمین نمودار و درنمایان ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اِس بات کو حالت نقصان نہ خیال کرین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار باطنی انکی اُمّت کے کامل متبعین کو پھونچ جاتے ہین اور سمجھنا چاہیے کہ اِس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ اُمّت محمدیہ پر ہوتا ہے۔ دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہین۔ ایک تو یہہ کہ اِس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے (یہہ بھی لایق غور ہے) کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہو سکے۔ دوسرے اِس اُمّت کی کمالیت اور دوسری امتون پر اسکی فضیلت اِس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے (یہ بھی طالب توجہ ناظرین ہے) اور حقیّت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ ہوتا رہتا ہے۔ صرف یہی بات نہین ہوتی کہ گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جائے اور یہہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر ہوجاتے ہین اور دین اسلام کے مخالفون پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے اور معاندین اسلام کی ذلّت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھُل جاتی ہے

* یہ حوالہ زمانہ گذشتہ کا اقوام غیر مین بھی موجود ہے۔ وہ اپنے بزرگون اور پیشواون کی کرامات وخرق عادات اسقدر بیان کرتے ہین کہ وہ ہمارے بزرگون کے معجزات وکرامات سے کم نہین اور اگر ہم بقواعد عقل انکو جھوٹا ٹھیراوین تو وہ ہمکو جھوٹا ٹھیراتے ہین ہم مین انمین تمیز اور ہمارا غلبہ وصدق ایسے عام فہم دلایل سے نہین ہوسکتا جسکو کم عقل و کم فہم اور عام لوگ بلا اشتباہ سمجھ سکین۔ اخر تجربہ و مشاہدہ دم نقد کرا دیتے ہی سے (جسکا مولف کو دعوے ہے) اُنکا مُنھ بند ہوتا ہے۔ ایڈیٹر

38

کیونکہ وہ اسلام مین وہ برکتین اور وہ نور دیکھتے ہین جنکی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریون اور پنڈتون وغیرہ مین ثابت نہین کر سکتے فتدبر ایہا الصادق فی الطلب ایدک اللہ فی طلبک

اِس جگہہ بعض خامون کے دلون مین یہ وہم بھی گذرتا ہے کہ اِس مندرجہ بالا الہامی عبارت مین کیون ایک مسلمان کی تعریفین لکھی ہین سو سمجھنا چاہئے کہ اِن تعریفون سے دو بزرگ فائدے متصور ہین - جنکو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بہلائی کے لئے مدنظر رکھ کر اِن تعریفون کو بیان فرمایا ہے ایک یہہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیرین معلوم ہون اور تا عامہ خلایق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے (یہ بھی غور سے ملاحظہ طلب ہے) اور اُس آفتاب صداقت کی کیسے اعلے درجے پر روشن تاثیرین ہین جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے - اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے -

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے مین بہت سے اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت مین اکثر جاہلون نے گذشتہ اولیا اور صالحین پر صدہا اِس قسم کی تہمتین لگا رکھی ہین کہ گویا اُنہون نے آپ یہہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھیراؤ اور ہم سے مرادین مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اِس صورت مین اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفون سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفین انکو اپنے پیرون کی نسبت ذہن نشین ہین تب تک وعظ اور پند اُس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل مین کہین گے کہ یہہ حقیر آدمی ہمارے پیرون کی شان بزرگ کو کب

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیرون نے مراد ین دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہہ کون ہے اور اسکی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا اُن کو چھوڑکر اسکی سنین سو یہہ دو فائدے بزرگ ہین جنکی وجہ سے اِس موے کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندے اور مشت خاک کی تعریفین کی ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفین اور تمام نیکیان اسی ایک کی طرف راجع ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے اور جب خداوند تعالے عز اسمہ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندے کی جسکے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھہ تعریف کرے تو اِس بندے پر لازم ہے کہ اِس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچھی طرح مشتہر کرے اور اِس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہین گے۔ عوام الناس تو جیسا انکا مادہ اور انکی سمجھہ ہے ضرور کچھہ نہ کچھہ بکواس کرینگے کیونکہ بدظنی اور بدانڈیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آئی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام کے حق مین موجب بہبودی ہین اور گو ابتدا مین عوام الناس کو وہ تعریفین بُرا دہ اور کچھہ افترا سے معلوم ہون لیکن انجام کار خدا سے تعالے انپر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اِس ضعیف بندے کا حق بجانب ہونا اور **ھو یدین من اللہ** ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفین ایسی شخص کی جو میدان جنگ مین کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین۔ اور ایک عجب

نوٹ۔ اسمین مخالفین کے اِس اعتراض کا کہ مولف اپنے الہامات وکرامات ظاہر کیون کرتا ہے" جواب ہے۔ یہہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ بغرض صدق الہامات ان الہامات کا اظہار بلہم یحکم فاما بنعمۃ ربک فحدث واجب ہے۔ اگر یہہ اظہار عیب ہوتا تو اُس عیب سے بچنے کے اول حق تحقیق صلے اللہ علیہ وسلم تھے جنہون نے اپنے فضائل صدہا خود بیان کئے ہین (ایڈیٹر)

39

تر پہنچا کر کے خدا کے گم گشتہ بندون کو اسکی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہین
اور اگر تھوڑے دن بھی اور حیات کا موجب ٹھہرین تو ان ٹھٹھون اور ملامتون کا
برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے - والذین یبلغون
رسالات ربھم لا یخافون لومۃ لائم - اور آپ نے بصفحہ ۴۹۶ حاشیہ در
حاشیہ نمبر ۳ مین الہام یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ معہ و وفقرہ ہم معنی
اس الہام کے جو بصفحہ ۲۶۰ منقول ہوئے نقل کر کے اسکے اخیر مین یہہ فقرہ الہامی
نقل کیا ہے نفخت فیک من روحی روح الصدق پھر اسکے ترجمہ کے بعد فرمایا
ہے - اس آیت مین بھی روحانی آدم مین بلا توسط اسباب ظاہریہ نفخ روح ہوتا
ہے اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیا علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر
بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہہ نعمت
عطا کیجاتی ہے (یہہ بھی لائق توجہ ناظرین ہے) اور آپ نے بصفحہ ۴۸۷ حاشیہ در
حاشیہ نمبر ۳ مین یہہ الہام کہ مین تجھہ سے راضی ہون اور تجھے بلند کرون گا نقل
کر کے فرمایا ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہین جو
حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل
حال ہو جاتے ہین اور حقیقی طور پر بمصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہین اور دوسرے سب طفیلی ہین اور اسبات کو ہر جگہہ یاد رکھنا چاہیے
کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات مین کیجاے وہ حقیقی طور پر آنحضرت ؐ
کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل
کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا ے تعالے کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت
اور خوبی سے اور بصفحہ ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین یہہ الہام کہ مین نے تجھکو
تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی ہے نقل کر کے فرمایا - اس جگہہ جاننا چاہئے کہ

یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے - یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اسکے تمام تمام ہمعصرون سے برتر و اعلےٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اسکی متابعت اور اسکی محبت کی طفیل سے متابعت و محبت علی قدر مراتب پاتے ہین فما اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ و آلہ اور بصفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ اِس مضمون کے الہامات کہ تو خدا کا دوست ہے خلیل اللہ اسد اللہ ہے محمد پر درود بہیج وغیرہ وغیرہ نقل کرکے فرمایا ہے یعنی یہ اِسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے -

یہہ حواشی کتاب مین آپکا کلام ہے - اور متن کتاب مین آپ نے ایک خاص تمہید (ہشتم) مین ثابت کیا ہے کہ جو امر خارق عادت اولیاء اللہ سے (جن مین وہ اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتے ہین) صادر ہوتا ہے وہ اُسی نبی متبوع کا معجزہ ہوتا ہے جسکی وہ اُمت ہین - پہر اسکو تفصیل و دلیل سے ثابت کیا ہے -

اور اُس اشتہار مین جسکی آپ نے بیس ہزار کاپی چہپوا کر ہند و انگلنڈ مین شائع کرنی چاہئی ہے آپ نے یہہ فرمایا ہے اُس کتاب مین دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے اوّل تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اِس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام اِن دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہوا ہے - اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت مین رجسٹری بھی کرالے دوم اُن آسمانی نشانون سے کہ جو سچے دین کی کامل و سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہین - اِس امر دوم مین مؤلف نے اِس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے

تین قسم کے نشان ثابت کرکے دکھائے ہین **اوّل** وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ
۴۵ علیہ وسلم کے زمانے مین مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی
دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جنکو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی
طور پر ایک اعلی درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کرکے درج کتاب کیا ہے ۔
دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات مین دائمی اور ابدی اور
بے مثل طور پر پائے جاتے ہین جنکو راقم نے بیان ثانی اور کافی سے ہر ایک
عام و خاص پر کھولدیا ہے ۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہین رکھا **سوم**
وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور **متابعت رسول** برحق سے کسی شخص
تابع کو بطور وراثت ملتی ہین جنکے اثبات مین اس بندہ درگاہ خدا نے
بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہہ بدیہی ثبوت دکھایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات
اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائین
قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہین اور جنکی صداقت پر
بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہین کتاب موصوف
مین درج کئے ہین اور مصنف کو اسبات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے
اور روحانی طور پر اسکے کمالات بمنزلہ مشابہ ہین اور ایک کو دوسرے سے بشدت
مناسبت و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیا و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت
متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ہبتون
پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہین اور اسکے
قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و

کمالات

---

* اس فقرہ کا مطلب نمبر ۷ کے صفحہ ۲۱۹ مین گزرا ۔

حیران ہے"۔ یہہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۷۰ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہین اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و لا فخر و السلام علی من اتبع الھدی"۔

ان تصریحات وعبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہین ہے جس سے نبوّت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو۔ جن لوگون نے کتاب نہین دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعوئ پیغمبری کا بہتان باندھا ہے وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "ازالۃ البراھین الاحمدیۃ علی حقیۃ کتاب اللہ القران والنبوۃ المحمدیۃ" ہی کسی سے سنین تو انکو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اُس کے رسول ہین جس کے ساتھ دعوئے نبوّت کا امکان نہین رہتا۔

اسکے سوا مؤلف کا شبانہ روزی عمل و قول دیکھنا چاہے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہین۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہین یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہین منھ کس قبلے کی طرف کرتے ہین حلال حرام وغیرہ احکام مین کس کتاب کے پابند ہین۔ اپنے الہامات و کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہین۔ اُن سے اپنی نبوّت ثابت کرتے ہین یا آنحضرت کی نبوت عام لوگون کو (جن مین بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان و سردار ان غیر مذہب داخل ہین) جو بڑے

مبارزانہ و بہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے ہین تو کس مذہب کی دعوت کرتے ہین مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

اِن تصریحات و دلائل سے کس دانا کس کو بشرطیکہ اسکا دل تعصب و نفسانیت سے سیاہ نہ ہوگیا ہو یقین نہ ہوگا کہ انکو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعوی نہین انکے ہر ایک دعوی و کارروائی کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ ہے و بس۔ اِس صریح منطوق کے مقابلے مین بعض الہامات و کلمات کے مفہوم کا (اگر وہ اِن کلمات کا مفہوم ہے اور اِس سے بزعم مخالف دعوئ نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے و بنا علیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اِن الہامات و کلمات کے صحیح معنی بھی (جو جواب اول مین بہ تفصیل بیان ہو چکے ہین اور اُن سے مؤلف کا دعوئ نبوت مفہوم نہین ہوتا و بنا علیہ اسکا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہین اور فقہاء متکلمین کتب فقہ و کلام مین صاف تصریح کر چکے ہین کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکین اسکے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہین۔ حتے کہ بعض کتابون مین یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اُس وجہ اسلام کے اسکے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہین۔

ونقل صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجہ یوجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

وجہ استدلال فریق دوم کا جواب دوم بھی تمام ہوا۔ اب دونون

فریق کے مشترک اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

اعتراض اوّل کا جواب

اِس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ اِن الہامات مین بعض غلطیان ہین۔ جن سے الہام ھذی الیک بجذع النخل مین مؤلف کا بہ صیغہ تانیث خطاب اور الہام یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ مین مریم علیہا السلام کا صیغہ تذکیر سے خطاب

الجواب پہلے الہام مین غلطی کا دعوے محض افترا ہے۔ کتاب مین لفظ ھذی یا ہے سے جو صیغہ تانیث ہے کہین نہین اسمین بصفحہ ۲۲۶ لفظ ہز بحذف یا ہے اور الہام یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ مین لفظ مریم سے مولف مراد ہے جسکو ایک روحانی مناسب کے سبب مریم سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ وہ مناسبت یہہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر حامل ہوئی ہین۔ چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے۔ اور انجیل مین تو اسپر صاف تصریح ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۳ جلد ۴) ایسے ہی مؤلف براہین بلا تربیت وصحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئے ہین۔ اِس تشبیہ کی ایک ادنی مثال نظامی کا یہہ شعر ہے جسمین اُنہون نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہ دی ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست * کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اِس صورت مین مریم کا خطاب بہ صیغہ تذکیر محل اعتراض نہین اور اسکے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہین اور یہان تو زوج سے مولف کی اتباع ورفقاء مراد ہین (دیکھو صفحہ ۲۶ رسالہ ہذا)

* کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ برعایت لفظ مریم لفظ اسکن کو مؤنث کیون نہ کیا گیا۔ اِسلئے کہ لفظ مریم مین تانیث لفظی نہین۔ تاکہ لفظ کی رعایت ہوتی۔ معنوی تانیث تھی جو اس مقام مین مولف کی مراد ہونے سے نہ رہی۔

اعتراض دوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ بعض الہامات انگریزی زبان مین ہوئے ہین جنکا پڑھنا بولنا کفر ہے پھر اسمین الہام و خطاب کیونکر ممکن ہے۔

الجواب۔ انگریزی کے پڑھنے بولنے کو کفر کہنا انہی لوگون کا کام ہے جنکا دل دماغ کفر کا خزانہ یا مایکہ یا میشین (یعنی کل) ہے یا انہون نے کفر کا ٹھیکہ لے رکھا ہے پس وہ جسکو چاہتے ہین کافر بنا دیتے ہین۔ دین اسلام مین تو اس حکم کفر کا کہین پتہ و نشان نہین نہ کتاب و سنت مین اسپر کہین شہادت پائی جاتی ہے نہ تصانیف علماء امت مین مؤلف نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ مین خود بھی ثابت کر دیا ہے کہ زبانین (انگریزی ہون خواہ ہندی عربی ہون خواہ فارسی) سبھی خدا کی تعلیم سے ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اس مسئلے کی قران و حدیث سے کافی تحقیق ہو چکی ہے جو ناظرین کے لائق ہے پس اگر کسی زبان کے بولنے پڑھنے پر فتوئی کفر لگایا جاے تو یہ فتوی کفر خدا ے تعالے کی طرف عائد ہوتا ہے۔ یہ کفر (بقول ان جہلا مکفرین کے) خدا ہی نے لوگون کو خود سکھلایا ہے۔ اور اس کفر کی استعمال پر لوگون کو مضطر و مجبور کر دیا۔

بالفعل ہم اس اعتراض کے جواب مین اس سے زیادہ کچھ کہنا نہین چاہتے خصوم معترض شہادت کتاب و سنت و اقوال علماء امت سے یہہ ثابت کر دین گے کہ انگریزی کا بولنا پڑھنا کفر ہے اور یہہ زبان خدا کی سکھائی ہوئی نہین تو اس وقت اسکے جواب مین کچھہ اور بھی کہین گے اسوقت تک تو ہم اس اعتراض کو لائق خطاب مستحق جواب نہین سمجھتے۔

ثانی بجاے اس اعتراض کے اگر یہان یہہ **سوال** کیا جائے کہ باوجودیکہ

مؤلف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی وعلمی زبان عربی اور صرف علمی وستعالی فارسی انگریزی نہ انکی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم کی واقفی ہے پھر انکو انگریزی مین کیون الہام ہوتے ہین اور اسکا سرد فایدہ کیا ہے تو یہہ سوال لائق خطاب ومستحق جواب ہے اور اسکا جواب یہہ ہے کہ اس زبان مین (جس سے مؤلف کی زبان - مکان - دل - خیال کیکو آشنائی نہ تھی) مؤلف کو الہام ہوتے ہین ایک فائدہ دسرا تو یہہ ہے کہ اسمین سامعین ومخاطبین کو مؤلف کی طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال وگمان نہو - ہندی فارسی - عربی (جو انکی مادری ومذہبی وعلمی زبانین ہین) کے الہامات مین یہہ بھی احتمال اور مترددین کو خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ الہامات مؤلف نے خود عمداً بنالیے ہین یا بلاارادہ واختیار انکی حالت خواب مین ان کو دماغ وخیال نے گھڑ لیے ہین - اس گھڑت وبناوٹ کا خیال الہامات انگریزی مین (جس سے صاحب الہام کی زبان - مکان - دل وخیال کو کسی قسم کا تعلق نہین) کوئی نہین کرسکتا کیونکہ طبیعت وخیال کو اسی چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اسکو کسی وجہ سے تعلق ہو - ہندی نژاد (جو عربی سے محض ناآشنا ہو) کا خیال عربی نہین بناسکتا جیسے مچھلی اڑ نہین سکتی - اور چڑیا تیر نہین سکتی -

شائد امرتسری معترضین ومنکرین جو اہل حدیث کہلاکر حدیث کے نام کو بدنام کررہے ہین - یہہ اعتراض کرین کہ انگریزی زبان کے الہام مین طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہین تو یہہ احتمال تو ہے کہ یہہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانین جانتا ہے - اور جو اسمین غیب کی باتین اور پیشین گوئیان ہین وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سُن لے ہون کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آن حضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اسکا

جواب خدا سے تعالے نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اس مقام مین مولف براہین کیطرف سے دے سکتے ہین

الجواب سورۃ شعرا مین اللہ تعالی نے مشرکین کی اسی بات کے جواب مین فرمایا ہے کہ اس قرآن کو شیطانون نے نہین اتارا اور نہ انکو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانون کی خبرین سننے سے آگ کے شعلون کے ساتھ مارے جاتے ہین ہم نہین بتاوین شیطان کن لوگون پر اترتے ہین - وہ بڑے جھوٹے گنہگارون پر اترتے ہین اور انکو وہ جو کچھ چوری سے (انکار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہین پہنچاتے ہین - وہ اکثر باتون مین جھوٹے نکلتے ہین -

وما تنزلت به الشياطين وما ينبغي لهم وما يستطيعون انهم عن السمع لمعزولون هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كذابون - (شعرا ع ۱۲)

اس **جواب** کا ماحصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے **دو وجہ** سے القاے شیطانی نہین ہو سکتا - **اوّل** یہہ کہ جن لوگون کے پاس شیطان اُترتے ہین وہ اپنے افعال و اعمال مین شیطانون کے دوست اور بہائی ہوتے ہین بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے - اور یہہ باتین آنحضرت صلعم مین پائے نہین جاتین وہ تو شیطان کے دشمن ہین اور شکوفت کرنیوالے جھوٹ اور گناہ سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے **دوم** وہ باتین جو شیطان لاتے ہین کثر جھوٹی نکلتی ہین اور آنحضرت کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہین -

یہی **جواب** ہم الہامات مولف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یون کہہ سکتے ہین کہ شیطان اپنے ان دوستون کے پاس آتے ہین اور ان کو (انگریزی خواہ عربی مین) کچھہ پہنچاتے ہین جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے و دوکاندار ہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہین اور نیز شیطانی القا اکثر جہوٹ نکلتے ہین اور الہامات مولف براہین سے (انگریزی مین ہون خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جہوٹ نہین نکلا (چنانچہ اُنکے مشاہدہ کرنے والون کا بیان ہے گو ہمکو ذاتی تجربہ نہین ہوا) پہر وہ القاء شیطانی کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیا و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے حاشا وکلا۔

شاید یہان ہمارے معترض مہربان مولف براہین احمدیہ کے ساتھ ہم کو بھی ملائین اور ہم پر بھی فتوی کفر لگائین اور یہ فرمائین کہ اس جواب مین مولف براہین کو آنحضرت سے ملایا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن مین انکے فتوے کفر سے نہین ڈرتا کیونکہ مین خود اُن پر فتوی کفر لگا سکتا ہون۔ جو انکے پاس آلہ یا سانچا یا مشین تکفیر ہے وہ مین بھی کہین سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہون۔ ہان انکی بات کا یہہ جواب دیتا ہون کہ مولف براہین احمدیہ (جبکہ اُسکی الہامات صادق ہون اور ولایت مسلم) یا اور اولیاء امت محمدیہ اپنے الہامات مین نبیونکی مثل معصوم نہین تو محفوظ تو ہوسکتے ہین خصوصاً ان الہامات مین جو قرآن اور دین اسلام کے موافق اور مؤید ہون۔ ان الہامات مین حفاظت کا حصہ وہ بطور ورثہ بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء عصمت انبیا سے پاتے ہین۔ ان مین اُن مین فرق یہہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام مین) معصوم ہوتے ہین اور اولیا خصوصاً ان الہامات مین جو شرع نبی کے مخالف نہون) اور ان الہامات پر وہ قائم و ثابت رہے ہون محفوظ ہوتے ہین۔ انبیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے